© rasailojaraid.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## حرفِ آغاز

# انسانی حقوق اور اسلامی ریاست

(۳)

سید جلال الدین عمری

## معاشی خوشحالی

اسلام معاشی خوشحالی کو غلط نہیں سمجھتا بلکہ اس کا وعدہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند رہے اور اس کے ہاتھوں اللہ کے دین کی اقامت ہوجائے تو اسے معاشی خوش حالی ملے گی۔ ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ (مائدۃ : ۶۶)

اگر وہ قائم کرتے توریت اور انجیل کو اور اس (قرآن) کو جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل ہوا ہے تو اپنے اوپر (آسمان) سے بھی کھاتے اور اپنے پیروں کے نیچے (زمین کے اندر) سے بھی۔ ان میں سے کچھ تو راہِ اعتدال پر قائم ہیں۔ لیکن ان میں سے بیشتر وہ ہیں جو برے کام کر رہے ہیں۔

مال کی اہمیت کو اسلام نے نظر انداز نہیں کیا ہے بلکہ اسے تسلیم کیا ہے اور اسے زندگی کے قیام و بقا کا ذریعہ کہا ہے۔ ارشاد ہے:۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (نساء : ۵)

اپنے اموال، جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے قیام حیات کا ذریعہ بنایا ہے، نادانوں کے حوالے مت کرو۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



مال آدمی کے پاس ہو اور وہ اسے نیکی کی راہ میں خرچ کرے تو وہ قابلِ رشک ہے۔
حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| لا حسد إلا في اثنتين رجل آتاه الله مالا فسلطه على هلكته في الحق، ورجل آتاه الله الحكمة فهو يقضي بها ويعلمها [1] | حسد (رشک) تو بس دو آدمیوں پر ہے۔ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اپنے مال کو راہ حق میں لٹانے پر لگا دیا۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے حکمت (فہمِ دین) سے نوازا۔ وہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی دوسروں کو تعلیم دیتا ہے۔ |

حضرت سعدؓ کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| ان الله يحب العبد التقي الغني الخفي [2] | بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اس بندہ سے جو صاحب تقویٰ ہے، غنی اور تونگر ہے اور پوشیدہ رہتا ہے۔ |

مطلب یہ کہ وہ غنی خاموشی سے اپنی دولت صرف کرتا ہے۔اس کا اظہار اور نام و نمود نہیں چاہتا بلکہ اپنے آپ کو پس پردہ رکھتا ہے۔ اللہ کو بہت محبوب ہے۔
حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| نعم المال الصالح للرجل الصالح [3] | مالِ صالح اچھا ہے مردِ صالح کے لیے |

مال جائز طریقہ سے حاصل ہو اور وہ نیک ہاتھوں میں ہو تو یہ ناپسندیدہ نہیں بلکہ پسندیدہ چیز ہے۔ یہ اللہ کے دین اور اس کے بندوں کی خدمت کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ جائز حدود میں کسبِ مال کی کوشش غلط نہیں ہے۔اسلام اس کے مواقع اور سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ، کتاب العلم، بحوالہ بخاری ومسلم

[2] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

[3] رواہ احمد ورواہ البغوی فی شرح السنۃ (مشکوٰۃ، کتاب الامارۃ والقضاء باب رزق الولاۃ وہدایاہم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



# حکومت کی ذمہ داری

اسلامی ریاست رفاہی ریاست ہے، جو شخص بھی اپنی بنیادی ضروریات پوری نہ کر سکے اسلامی ریاست ان کی تکمیل کرے گی۔ وہ ہر اس فرد کی کفالت کی ذمہ دار ہے جو نادار اور اپنا معاشی بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشی کفالت کا جو اعلان فرمایا اس کا ذکر حضرت ابوہریرہؓ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے :-

فلما فتح اللہ علیہ الفتوح قال أنا اولی بالمومنین من انفسھم فمن مات وعلیہ دین ولم یترك وفاءً، فعلی قضاؤہ، ومن ترك مالا فلورثته، وفی روایة من ترك دینا اوضیاعا فلیاتنی فأنا مولاہ وفی روایة من ترك مالا فلورثته، ومن ترك كلاً فإلینا [1]

حبیب اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ آپ پر کھول دیا تو آپ نے اعلان فرمایا: میں مومنین کی جانوں سے زیادہ ان سے قریب ہوں، جن کسی کا انتقال ہو جائے، اس پر قرض ہو اور وہ اس کی ادائیگی کے لیے کوئی چیز نہ چھوڑے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہوگا اور کوئی مال چھوڑ کر جائے تو وہ اس کے ورثا کا ہوگا، ایک روایت میں ہے جو شخص قرض یا اہل و عیال جن کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہو، چھوڑ کر جائے، وہ میرے پاس آئیں، میں ان کا والی اور سرپرست ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو مال چھوڑ کر دنیا سے جائے تو وہ اس کے ورثا کا ہوگا اور جو کوئی بوجھ (قرض یا مفلس اہل و عیال) چھوڑ کر جائے تو وہ ہمارے ذمہ ہوگا۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الفرائض، بحوالہ بخاری و مسلم۔ نیز ملاحظہ ہو باب الافلاس والا نظار



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



مدینہ کے ابتدائی دور میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی کا انتقال ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے اور ہے تو کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو سکے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس کے مال سے قرض کی ادائیگی ہو سکتی ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ فرما دیتے کہ جاؤ تم لوگ نماز پڑھ لو۔

(یہ تہدید تھی کہ لوگ قرض کے معاملہ میں بے احتیاطی سے کام نہ لیں اور مرنے سے پہلے اس کا انتظام کریں) البتہ کبھی کوئی شخص میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی کا ذمہ لے لیتا تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے[1] لیکن بعد کے دور میں آپ نے یہ ذمہ داری خود لے لی۔

فلما فتح اللہ علیہ الفتوح (جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا سلسلہ آپ کے لیے شروع کر دیا) کے الفاظ بتاتے ہیں کہ ریاست پر نا داروں کی کفالت یا مستحق اور مفلس قرض داروں کے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری اس وقت عائد ہو گی جب کہ وہ اس موقف میں ہو۔ اس موقف میں ہوتے ہوئے اپنی اس ذمہ داری کو اپنے وسائل کے لحاظ سے پوری طرح یا حسب استطاعت وہ ادا نہ کرے تو اپنے فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرے گی اور گناہ گار ٹھہرے گی۔[2]

## دنیا مقصود نہ بن جائے

اسلام نے جائز ذرائع سے معاشی ترقی پر پابندی عائد نہیں کی ہے۔ اس معاملہ میں فرد کو ریاست کا تعاون حاصل ہوگا۔ معاشی لحاظ سے کم زور اور نادار افراد اور طبقات کی وہ مدد کرے گی۔ اس کے ساتھ اسلام اس بات کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے کہ دنیا کی زندگی مقصود نہ بن جائے۔ اس کی ہوس اور اس کے حصول کی تڑپ میں انسان خدا کی یاد سے غافل نہ ہو جائے۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار۔ بحوالہ بخاری

[2] ابن حجر، فتح الباری: ۵/۲۴۵ دار الفکر۔ بیروت ۱۹۹۳ء



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



| | |
|---|---|
| يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا | اے ایمان والو! تمہارے اموال |
| تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ | اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے |
| عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ | غافل نہ کردے۔ جو ایسا کریں وہی نقصان |
| فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المنافقون:۹) | اٹھانے والے ہیں۔ |

انسان بندۂ دنیا بن جائے اور مال و دولت سمیٹنے میں لگ جائے تو آخرت اس کی نگاہ سے اوجھل ہونے لگتی ہے۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ اس لیے قناعت کی تعلیم اور ترغیب دی گئی ہے کہ آدمی اپنی ضروریات کا دائرہ محدود رکھے اور اسے زیادہ وسعت نہ دے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| ليس لابن آدم حق في | ابن آدم کا (اس دنیا میں) کوئی حق |
| سوى هذه الخصال، بيت | نہیں ہے سوائے ان چیزوں کے۔ گھر |
| يسكنه وثوب يواري به عورته | جس میں وہ رہے، کپڑا جس سے وہ |
| وجلف الخبز والماء[1] | قابل ستر مقامات کو چھپا سکے اور سوکھی |
| | روٹی اور پانی۔ |

حضرت بریدہ اسلمیؓ کی روایت میں اوپر کی بیان کردہ ضروریات زندگی میں سے بعض اور ضروریات کا بھی ذکر ہے، ساتھ ہی قناعت کی تعلیم ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| يكفي احدكم من الدنيا | تم میں سے کسی بھی شخص کے لیے |
| خادم ومركب[2] | اس دنیا سے ایک خادم اور سواری کافی ہے۔ |

ابو ہاشم بن عتبہؓ نے زندگی کے آخری لمحات میں افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ تمہارے سامنے اموال تقسیم ہوں گے۔ تمہارے لیے ان میں سے ایک خادم اور ایک سواری جو اللہ کی

---

[1] مشکوٰۃ، کتاب الرقاق، بحوالہ ترمذی

[2] مسند احمد: ۵/۳۶۰ دارمی، کتاب الرقاق، باب ما یکفی من الدنیا۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



راہ میں جہاد کے کام آئے کافی ہے۔ میں نے وہ زمانہ پایا بھی اور بہت سامال جمع بھی کیا۔ کاش میں اس عہد پر قائم رہتا جو آپ سے کیا تھا۔[۱]

## عزت و آبرو کا حق

انسان کے اندر خودداری اور عزت نفس کا فطری جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس کا یہ حق ہے کہ اس کی تحقیر و تذلیل نہ ہو، اسے بدنام اور رسوا نہ کیا جائے اور معاشرہ میں اسے عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جائے۔ اسلام نے اسے اخلاقی اور قانونی حیثیت دی ہے۔ اسلام کے نزدیک کسی شریف اور مہذب انسان کی عزت و آبرو سے کھیلنا سنگین جرم ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک دامن اور سیدھی سادی عورت پر بدکاری کے جھوٹے اور بے ثبوت الزام کو 'کبائر' (بڑے گناہ) میں شمار فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے 'کبائر' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| .... وقذف المحصنات الغافلات المومنات[۲] | .... اور پاک دامن، بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ |

قرآن مجید نے اس شنیع حرکت پر اسّی کوڑوں کی سزا رکھی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ | جو لوگ پاک دامن اور شریف |
| ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ | عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں اور |
| فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً | اس پر چار گواہ نہ پیش کریں تو ان کو اسّی |
| وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا | کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی |
| اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور: ۴) | قبول نہ کرو۔ یہی لوگ فاسق ہیں۔ |

آیت میں پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت کا حکم بیان ہوا ہے۔ یہی حکم شریف اور با اخلاق مرد کا بھی ہے۔ اگر اس پر زنا کی تہمت لگائی جائے اور اس کا ثبوت نہ فراہم کیا جائے تو اس کی بھی یہی سزا ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تہمت

---

[۱] ترمذی، ابواب الزہد، باب ...... ابن ماجہ، کتاب الرقاق، باب الزہد فی الدنیا

[۲] مشکوٰۃ، کتاب الایمان، باب الکبائر و علامات النفاق، بحوالہ بخاری و مسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



لگانے والا مرد ہے یا عورت، بشرطیکہ وہ عاقل و بالغ ہو۔

زنا کی تہمت کے بارے میں یہ صریح حکم ہے۔ زنا کے علاوہ کوئی اور تہمت لگائی جائے جیسے فاسق و فاجر کہا جائے یا چور اور شرابی قرار دیا جائے تو اس پر یہ حد تو جاری نہیں ہوگی البتہ اس کی تعزیر ہوگی۔ تعزیر میں کوڑوں کے ساتھ وقت ضرورت سزائے قید بھی دی جاسکتی ہے۔

اہل علم کا اتفاق ہے کہ 'تعزیر' شریعت کی قائم کردہ 'حد' سے کم ہونی چاہیے۔ یہ کتنی ہو اس میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| لا یجلد فوق عشر جلدات | اللہ کے حدود میں سے کسی حد کے |
| الا فی حد من حدود اللہ[1] | علاوہ کسی دوسرے جرم میں دس کوڑوں |
| | سے زیادہ مارے نہیں جائیں گے۔ |

بعض دوسرے دلائل کی بنیاد پر امام ابوحنیفہؒ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ غلام کے لیے حدِ قذف چالیس (۴۰) کوڑے ہیں۔ اس سے کم کے معنی یہ ہیں کہ تعزیر میں انتالیس (۳۹) کوڑے تک لگائے جاسکتے ہیں۔ امام ابویوسفؒ کی رائے یہ ہے کہ غلام کی نہیں آزاد کی حد دیکھی جائے گی آزاد شخص کے لیے حدقذف اسی کوڑے ہے۔ حضرت علیؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب کوڑے لگائے جاتے تو وہ پچھتر (۷۵) تک شمار کرتے پھر چھوڑ دیتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعزیر پچھتر (۷۵) کوڑوں تک ہوسکتی ہے۔

کم سے کم کے بارے میں خیال یہ ہے کہ یہ تین کوڑے بھی ہوسکتے ہیں۔ لیکن ایسی صورت بھی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ تعزیر یا سزا ہی نہ محسوس ہو ورنہ اس کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ ایک رائے یہ ہے کہ کمی بیشی کا تعلق قاذف (تہمت لگانے والا) مقذوف (جس پر تہمت لگائی جائے) اور قذف کی نوعیت سے ہے۔ امام ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرے گا۔[2]

قذف اور تہمت کا تعلق مقذوف کی عزت و آبرو سے ہے۔ اگر وہ قاذف کو

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الحدود، باب التعزیر، بحوالہ بخاری و مسلم

[2] ہدایہ، کتاب الحدود، باب حد القذف۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



معاف کردے تو کیا حد ساقط ہو جائے گی؟ امام ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ اور امام اوزاعیؒ کی رائے یہ ہے کہ اس میں معاف کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ معاف کرنا صحیح ہے۔ اس سے حد ساقط ہو جائے گی۔ ایک رائے یہ ہے کہ مقدمہ امام (عدالت) تک پہونچ جائے تو معافی نہیں ہوگی۔ اس سے پہلے ہو سکتی ہے[1]

اسلام نے عزت و آبرو کو انسان کا بنیادی حق ہی تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کی حفاظت کے لیے مفصل قانون بھی دیا ہے۔

## نجی زندگی میں عدم مداخلت

انسان کا یہ حق تسلیم کیا گیا ہے کہ اسے اپنی نجی اور شخصی زندگی میں آزادی حاصل رہے۔ اس میں بیرونی مداخلت نہ ہو۔ اسلام نے اسے اس کا ایک جائز حق قرار دیا ہے اور تاکید کی ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر یا گوشۂ تنہائی میں کیا کر رہا ہے اس کی تحقیق و تفتیش نہ کی جائے۔ اگر وہ غلط کام بھی کر رہا ہے تو یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے۔ ہاں اگر وہ علی الاعلان کسی جرم کا ارتکاب کر رہا ہو یا اس کا عمل کسی دوسرے فرد یا معاشرہ کے لیے ضرر رساں ہو تو وہ قانون کی گرفت میں ضرور آئے گا۔ اس سلسلہ میں اسلام نے اصولی ہدایت یہ دی ہے کہ کسی بھی شخص کو پہلے ہی قدم پر محض ظن و تخمین کی بنیاد پر غلط کار اور مجرم نہ قرار دیا جائے اور یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ بدکار و بد اطوار ہے اور اس سے کسی خیر کی توقع نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اور سوء ظن اور بدگمانی سے کام نہ لیا جائے اس لیے کہ بعض گمان بے بنیاد ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے آدمی گناہ گار ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ کہی گئی کہ تجسس نہ کیا جائے۔ کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ لگانا اور چھپکے چھپکے اس کی خامیوں کو تلاش کرتے پھرنا غیر اخلاقی اور ناشائستہ رویہ ہے۔

| | |
|---|---|
| يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ | اے ایمان والو! بہت گمان سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی کے |

---

[1] ابن رشد، بدایۃ المجتہد: ۶/۱۲۰ طبع بیروت ۱۹۹۶ء



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اثم ولا تجسسوا ..... (الحجرات: ۱۲) عیب نہ تلاش کرو۔

سوءِ ظن اور تجسس کا تعلق شخصی اور نجی زندگی سے بہت گہرا ہے۔ اگر ایک شخص اجتماعی اور سماجی زندگی میں راست رو ہے تو اس کے متعلق خواہ مخواہ اس بدگمانی کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ خلوت اور تنہائی میں لازماً غلط کار ہوگا۔ اس سے آگے اسے مجرم ثابت کرنے کے لیے اس کے خفیہ امور کی بھی چھان بین کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی کی اصلاح کے لیے اس کے نجی حالات سے واقف ہونے کی خفیہ کوشش بھی غلط ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تجسس سے اصلاح نہیں ہوتی بلکہ اس سے بگاڑ کا زیادہ اندیشہ ہے۔

اگر ایک شخص کے علم میں یہ بات آجائے کہ جس جرم کا ارتکاب وہ دوسروں کی نگاہوں سے چھپ کر کر رہا تھا اب وہ دوسروں پر کھل گئی ہے تو اس کی شرم اور جھجک ختم ہوجائے گی اور وہ اپنی غلط روی پر زیادہ جری ہوجائے گا۔ ایک حدیث میں یہی نفسیاتی حقیقت بیان ہوئی ہے۔ حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے:۔

| | |
|---|---|
| انک اذا اتبعت عورات | جب تم لوگوں کے خفیہ عیوب کے |
| الناس افسدتہم [1] | پیچھے پڑجاؤ گے تو انھیں بگاڑ میں ڈال دو گے۔ |

یہی بات سربراہ مملکت سے بھی کہی گئی ہے۔ حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| ان الامیر اذا ابتغی | بے شک امیر جب لوگوں میں ایسی |
| الریبۃ فی الناس افسدھم [2] | چیزیں ڈھونڈنے لگے جو شک و شبہ |
| | میں ڈالتی ہیں تو ان کو بگاڑ دے گا۔ |

اس کا مطلب یہ ہے کہ ریاست نجی زندگی کی بھی چھان بین شروع کر دے،

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء۔ بحوالہ بیہقی

[2] حوالہ سابق بحوالہ ابوداؤد



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



آدمی کے گوشۂ تنہائی کی بھی نگرانی کرنے لگے، اندرون خانہ بھی اسے آزادی سے محروم کردے اور اس کے پیچھے جاسوس لگادے جو خلوت میں بھی اس کا تعاقب کرتا رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے فساد کی راہ پر لگایا جارہا ہے اور اسے معصیت کے لیے نئی نئی راہیں تلاش کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔

## کسی کے گھر بلا اجازت داخلہ کی ممانعت

آدمی کا گھر اس کی تنہائی اور خلوت Privacy کی خاص جگہ ہے۔ اس میں بے جھجک گھس پڑنا اس کی تنہائی میں مداخلت ہے۔ کسی کے گھر میں داخل ہونے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ آدمی دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کرے اور صاحب خانہ کی اجازت سے اندر جائے۔ اگر اجازت نہ ملے تو واپس ہوجائے۔ اس پر ناگواری نہ محسوس کرے

| | |
|---|---|
| يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا | اے ایمان والو اپنے گھروں کے |
| تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ | علاوہ دوسرے گھروں میں مت داخل |
| حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا | ہوجاؤ جب تک کہ ان سے انس نہ حاصل |
| عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ | کرلو اور (اس کے لیے) ان میں رہنے |
| لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ | والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے حق میں |
| فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا | بہتر ہے۔ امید ہے تم اسے یاد رکھوگے |
| فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ | اگر تم ان مکانوں میں کسی کو موجود نہ پاؤ |
| لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا | تو ان میں مت داخل ہو۔ جب تک کہ |
| فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ | تمہیں اجازت نہ مل جائے۔ اگر تم سے |
| وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ | واپس لوٹنے کے لیے کہا جائے تو لوٹ |
| (النور: ۲۷، ۲۸) | جاؤ، یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے |
| | اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے۔ |

اس معقول طریقہ کو چھوڑ کر کسی کے گھر تانک جھانک کرنا اور اندرونی حالات و کوائف جاننے کی کوشش کرنا سخت معیوب ہے۔

حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان پر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نے دروازے کے سوراخ سے جھانک کر دیکھا۔ آپ کے ہاتھ میں کنگھی نما لوہے یا لکڑی کی ایک چیز تھی جس سے آپ سرمبارک کھجلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں یہ سمجھتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو اسے میں تمہاری آنکھ میں مار دیتا۔ اجازت لینے کا حکم نگاہ ہی کی وجہ سے تو ہے (بغیر اجازت کے گھر میں جھانک کر دیکھ لینا ایسا ہی ہے جیسے آدمی بے اجازت گھر میں داخل ہو جائے) [1]

ایک اور حدیث میں ہے:-

| | |
|---|---|
| لو اطلع فی بیتك احد | اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں جھانکے، |
| ولم تأذن له فخذ فته | تم نے اسے اجازت نہ دی ہو، اس |
| بحصاة ففقأت عینه ماکان | حرکت پر تم کوئی کنکر مار کر اس کی آنکھ |
| علیك من جناح [2] | پھوڑ دو تو تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ |

ان احادیث سے امام شافعیؒ نے یہ استدلال کیا ہے کہ گھر میں کسی کے تانک جھانک کرنے پر صاحب خانہ اس کی آنکھ پھوڑ دے تو اس پر دیت یا تاوان لازم نہیں آئے گا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ تہدید کا انداز ہے اس میں کوئی قانون نہیں بیان ہوا ہے۔ اس بحث سے قطع نظر اس سے اس مسئلہ میں اسلام کا مزاج بہر حال سمجھا جا سکتا ہے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب ترین عزیزوں کے گھر میں بھی آدمی کو اجازت لے کر ہی داخل ہونا چاہیے۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اپنی ماں سے بھی (اس کی رہائش گاہ میں جانے کے لیے) اجازت لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے عرض کیا کہ میں تو اسی کے ساتھ رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر بھی اجازت لو۔ اس نے کہا میں تو اس کا خادم ہوں۔ آپ نے فرمایا اجازت لے کر ہی اس کے پاس جاؤ۔ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اسے برہنہ دیکھو۔ اس نے کہا نہیں! پھر تو تمہیں اجازت

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب القصاص، باب مالا یضمن من الجنایات بحوالہ بخاری ومسلم

[2] حوالہ سابق۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



لینی چاہیے (ورنہ کوئی بھی ناپسندیدہ حالت دیکھنی پڑ سکتی ہے)[1]
اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نے 'Privacy' خلوت میں عدم مداخلت کو کتنی اہمیت دی ہے اور معاشرہ کو اس کا پابند بنایا ہے۔

## سفر کا حق

اسلام نے انسان کا یہ حق قرار دیا ہے کہ وہ اپنی دینی اور دنیوی ضروریات کی تکمیل کے لیے زمین میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر کرے۔ اس نے زمین میں چل پھر کر عجائباتِ قدرت کو دیکھنے اور مطالعہ کرنے کی ترغیب دی ہے اور آثارِ تاریخ کے مشاہدہ اور اس سے عبرت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے بھی اس نے سفر کی اجازت دی ہے۔ اس نے بار بار اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ذکر کیا ہے کہ اس نے زمین کی ساخت ایسی رکھی ہے کہ انسان اپنے مقاصد کے لیے اس پر آسانی سے سفر کر سکتا ہے۔ ارشاد ہے۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ (زخرف : ۱۰)

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنا دیا اور تمہارے لیے اس میں راستے نکال دئے تاکہ تم منزل تک پہونچ سکو۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُکُوْا مِنْھَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ (نوح : ۱۹، ۲۰)

اللہ نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنا دیا ہے تاکہ تم اس کے وسیع راستوں میں چلو۔

اسلام نے حالتِ سفر میں بعض فرائض وواجبات میں رعایتیں دی ہیں، معاشرہ کی ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ مسافروں کی مدد کرے اور انھیں سہولتیں فراہم کرے۔ بیت المال میں ان کا حق رکھا ہے اور جو لوگ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے تلاش

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الاستیذان، رواہ مالک مرسلا
۳۷۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



معاش کے لیے سفر نہیں کرسکتے ان کے ساتھ ہمدردی کا حکم دیا ہے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ انسان حسب ضرورت دینی اور دنیوی مقاصد کے لیے سفر کرسکتا ہے۔ اسلام اسے جائز قرار دیتا ہے اور اس میں مدد کرتا ہے۔ بعض حالات میں سفر اس کے نزدیک پسندیدہ عمل بھی ہے اس میں غیر ضروری پابندیوں کا وہ قائل نہیں ہے۔

## مظلوم کا حق

اسلام نے انسان کا یہ حق تسلیم کیا ہے کہ وہ خوف وخطر سے پاک اور امن وامان کی زندگی گزارے۔ اس کی جان مال اور عزت وآبرو کو کوئی خطرہ نہ لاحق ہو۔ اس پر دست درازی ہو تو اسے اس کے خلاف آواز اٹھانے کا حق حاصل رہے۔ وہ عدالت سے رجوع کرسکے اور عوام کے سامنے بھی اپنا مقدمہ پیش کرنے کی اسے اجازت ہو۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ | اللہ تعالیٰ بری بات کے اظہار و |
| مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ | اعلان کو پسند نہیں کرتا البتہ جس پر |
| (النساء: ۱۴۸) | ظلم ہوا ہے (اسے اس کا حق ہے) |

ایک طرف مظلوم کا یہ قانونی اور اخلاقی حق تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھائے اور انصاف کا مطالبہ کرے دوسری طرف معاشرہ کی یہ ذمہ داری قرار دی گئی ہے کہ وہ آگے بڑھے اور مظلوم کی مدد کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظلوم کی مدد کو اس کا لازمی حق بتایا ہے اور یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ ظالم کی کسی پہلو سے تائید نہ ہو۔ ظلم کی حمایت روحِ اسلام کے منافی ہے۔ ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| من مشی مع ظالم لیقویہ | جو شخص کسی ظالم کے ساتھ یہ جانتے |
| وھو یعلم أنہ ظالم فقد خرج | ہوئے کہ وہ ظالم ہے، اسے تقویت پہنچانے |
| من الاسلام [1] | کے لیے چلے تو وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ |

عدل وانصاف کے قیام کے لیے معاشرہ میں مظلوم کے ساتھ تعاون اور ظالم

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الظلم بحوالہ بیہقی شعب الایمان ۴۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



سے عدم تعاون کی فضا کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن اس میں ریاست کے کردار کی بڑی اہمیت ہے۔

اسلامی ریاست مظلوم کو اس کا حق دلانے کی پابند ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کے بعد جو پہلا خطبہ دیا اس میں حکومت کی پالیسی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

| | |
|---|---|
| الضعیف فیکم قوی عندی حتی آخذ له حقه والقوی ضعیف عندی حتی آخذ منه الحق ان شاء الله تعالیٰ لہ | تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہوگا۔ یہاں تک کہ میں اس کا حق لے کر اسے پہونچا دوں اور جو تم میں قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہوگا یہاں تک کہ اس کے پاس دوسرے کا جو حق ہے وہ اس سے میں لے لوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ |

## ملکی اور ملّی خدمت کا حق

ملک و ملت کی فلاح و بہبود کی فکر اور اس کے لیے تگ و دو کرنا، ریاست یا کسی خاص فرد یا گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ ریاست کے ہر شہری کا حق ہے کہ اسے ملک اور ملت کی خدمت کا موقع حاصل ہو اور اس پر غیر ضروری پابندی نہ لگائی جائے۔ اسلام نے تعلیمی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی، اصلاحی، سیاسی ہر طرح کی خدمت کی ترغیب دی ہے اور اس پر معاشرہ کو آمادہ کیا ہے۔ قرآن نے اس کی توصیف ان الفاظ میں کی ہے۔

| | |
|---|---|
| لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ (النساء: ۱۱۴) | ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے اس شخص کے جس نے صدقہ کا حکم دیا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کی (اس نے کار خیر انجام دیا) |

---

لہ ابن اثیر: الکامل فی التاریخ: ۲: ۱۹۴، ۱۹۵



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



**کتاب وسنت کے علم کو عام کرنے کی جدوجہد اسلام کے نزدیک بہترین جدوجہد ہے۔**

حضرت عثمانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ[1] | تم میں بہترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ |

**آدمی کا صحت مند اور تندرست ہونا اور دوسروں کی فلاح کے لیے کام کرنا اسلام کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| المومن القوی خیر وأحب إلی اللہ من المومن الضعیف وفی کل خیر[2] | طاقت ور اور قوی مومن اللہ کے نزدیک بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے اس مومن سے جو کم زور اور ضعیف ہے (اس کے باوجود) ہر ایک میں خیر ہے۔ |

**خدمت کی راہ میں تکلیف برداشت کرنے اور ہمت ہار کر نہ بیٹھنے کی ترغیب** حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت میں اس طرح دی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| المسلم الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم افضل من الذی لایخالطھم ولا یصبر علی اذاھم[3] | جو مسلمان لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی طرف سے پہونچنے والی تکلیف پر صبر کرتا ہے وہ افضل اور برتر ہے اس مسلمان سے جو ان سے میل جول رکھتا ہے اور نہ ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہے۔ |

**افراد اور گروہوں کے نزاعات کو ختم کرنا اور ان کے درمیان تعلقات کو بحال کرنا**

---

[1] مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن بحوالہ بخاری

[2] رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب التوکل والصبر)

[3] رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ: کتاب الآداب باب الرفق والحیاء وحسن الخلق۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



معاشرہ کی بہترین خدمت اور بہت بڑا کارِ ثواب ہے۔ اس کی فضیلت نفل عبادات سے زیادہ ہے۔ حضرت ابو درداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام و الصدقة والصلوٰة قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین هی الحالقة [1] | کیا میں تمہیں بتاؤں کہ (نفل) روزہ صدقہ و خیرات اور نماز سے اعلیٰ درجہ کا عمل کون سا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ ضرور بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا وہ ہے آپس کے تعلقات کو ٹھیک کرنا اور آپس کے تعلقات کا بگاڑ تو (دین و دنیا کو) مونڈ دینے والی چیز ہے۔ |

دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کا حق بھی ہر ایک کو حاصل ہو گا۔ اس کا ثبوت حضرت ام حبیبہؓ کی روایت سے ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| کل کلام ابن آدم علیه لا له، الا امر بالمعروف اونهی عن منکر او ذکر الله [2] | امر بالمعروف، نہی عن المنکر یا اللہ کے ذکر کے سوا ابن آدم جو بھی کلام کرتا ہے وہ اس کے لیے نقصان دہ ہی ہے۔ سود مند نہیں ہے۔ |

اسلام نے انسان کو عظمت و سربلندی عطا کی ہے، جو حقوق دئیے ہیں اور جس طرح ظلم و عدوان سے پاک اور عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کیا ہے یہ اس کا ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ اس سے اسلام کی تعلیمات اس کے فلسفۂ حیات اور اس کے مزاج کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ (ختم شد)

---

[1] رواہ ابوداؤد والترمذی (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب ما ینہی من التہاجر والتقاطع

[2] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ



© rasailojaraid.com